عقل اور پسند کو سنت رسولؐ کے آگے جھکا دیں' آپؐ کے تابعدار بن جائیں' اور آپؐ کی ہر ادا کو محبوب رکھیں۔

(خرم مراد)

سوال : روزنامہ جسارت کراچی کے فرائیڈے اسپیشل مورخہ ۲۱ تا ۲۷ مئی ۹۳ میں آپ کا انٹرویو پڑھا جس میں آپ نے تحریک اور ملی سیاست کے حوالہ سے متعدد سوالوں کے جوابات دیئے ہیں۔ پارٹی ڈسپلن اور ممبر اسمبلی کے ضمیر کے حوالہ سے آپ کا جو نقطہ نظر سامنے آیا ہے اس کی روشنی میں حالیہ بحال شدہ قومی اسمبلی میں وزیراعظم پاکستان کو اعتماد کا ووٹ دینے پر جماعت اسلامی کے رکن قومی اسمبلی اور ایسی ہی صورتحال میں پنجاب اسمبلی کے جماعت اسلامی کے ایک رکن کو اظہار وجوہ کے جو نوٹس دیئے گئے ہیں --- وہ کہاں تک درست ہیں ؟

جواب : اسمبلی سے پارٹی ڈسپلن کی خلاف ورزی پر' نشست سے محروم کیے جانے پر' میری رائے دو متضاد تقاضوں کے درمیان تطابق کی کوشش ہے۔ ایک طرف ذاتی مفاد' یا حکومتوں کی اکھاڑ پچھاڑ کی غرض سے فلور کراسنگ کا مسئلہ ہے' جس کا تقاضا ہے کہ اس کی قانونی روک تھام کی جائے۔ دوسری طرف ایک فرد کے ضمیر کا معاملہ ہے' جس کا تقاضا ہے کہ اس کو اپنے ضمیر کے مطابق رائے دینے کا حق دیا جائے۔ مثلاً اگر اس سے پارٹی سود کے جواز کے حق میں ووٹ دینے کو کہے تو یہ نہ صرف ضمیر کے خلاف ہو گا' بلکہ گناہ بھی ہو گا۔۔۔

اگر آپ غور کرتے تو میں نے ان دونوں متضاد تقاضوں کا لحاظ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ میری رائے میں اگر رکن اسمبلی کے اقدام یا ووٹ سے "پارٹی کی حکومت ٹوٹنے کا خطرہ پیدا ہو جائے" یا وہ "اپنی پارٹی چھوڑ کر دوسری پارٹی میں شامل ہو جائے" تو اس کی نشست خالی ہو جانا چاہیے۔ اس سے اعتماد و عدم اعتماد کے ووٹ میں پارٹی ڈسپلن کی خلاف ورزی اور تمام ہارس ٹریڈنگ کی جڑ کٹ جاتی ہے' ضمیر مطمئن نہ ہو' پارٹی کی حکومت کو خطرہ بھی نہ لاحق ہو' تو اسے پارٹی لائن کے خلاف ووٹ دینے کی اجازت ہونا چاہیے۔ اب جس طرح ہر صوابدیدی اختیار عدالتی تنقیح کی زد میں آ سکتا ہے' قانون ایسے اصولی معاملات کی خود بھی تشریح و توضیح کر سکتا ہے' اور مزید' عدالتوں کو بھی اختیار دے سکتا ہے۔ ضمیر کی پیمائش کا تو کوئی آلہ یقیناً نہیں' لیکن معاملہ کی اصولی حیثیت کے تعین کے پیمانے ضرور ہیں' اور وضع کیے جا سکتے ہیں۔

پارٹی کا معاملہ زیر جائزہ اس لیے نہیں ہو سکتا کہ وہ ممبر اس پارٹی کے ٹکٹ پر منتخب ہوا ہے۔ اگر وہ پارٹی کے طے کردہ اصول و ضوابط سے اختلاف رکھتا ہے تو اسے اس پارٹی کا ٹکٹ ہی نہ لینا